محمد ارشد خان

روسی مسلّح افواج کا بحران: برّی افواج کے سربراہ کی برطرفی

روس کے وزیر دفاع ایگور روڈیونوف نے اخبار نویسوں سے گفتگو کرتے ہوئے اس بات کا برملا اعتراف کیا ہے کہ روسی افواج اس قدر پست حوصلہ اور بدحال ہو گئی ہیں کہ فوج کے آفیسر اور سپاہی اپنی اور اپنے اہل خانہ کی بنیادی ضروریات پوری کرنے کے لیے اپنا خون تک فروخت کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ روسی اخبار نزاوسیمایا گزیٹا کو انٹرویو دیتے ہوئے اُنھوں نے کہا: "ہماری مسلح افواج اور ملکی دفاع سنگین بحران کی لپیٹ میں ہیں۔ افسروں اور سپاہیوں کو تنخواہ ادا نہیں کی جاتی۔ تنخواہوں کی ادائیگی میں ایک یا کئی ماہ کی تاخیر اب معمول بن چکا ہے۔"

امریکہ کی دفاعی سراغرساں ایجنسی کی ایک حالیہ رپورٹ میں روسی افواج کو "بدحال" قرار دیتے ہوئے یہ انکشاف کیا گیا ہے کہ آئندہ کم از کم دس سالوں تک روسی افواج چین یا یورپ پر چڑھائی کرنے کے قابل نہیں ہو سکیں گی۔ امریکی جوہری افواج کے کمانڈر یوجینی ہابی گر کے مطابق روسی افواج کے بجٹ میں تخفیف سے روس [ماسکو اور واشنگٹن کے مابین] سن ۲۰۰۵ء کے لیے مقرر کردہ ایٹمی ہتھیاروں کی تعداد سے زائد ہتھیار تباہ کرنے پر راضی ہو جائے گا۔ روس کا دفاعی بجٹ ایک تخمینے کے مطابق ۲۰ بلین ڈالر ہے۔ یہ بجٹ دفاعی افواج کو درکار رقم کا نصف خیال کیا جاتا ہے۔ چیچن حریت پسندوں کے ہاتھوں تاریخی شکست کی اصل وجہ روسی افواج کی اسی "بدحالی" ہی کو قرار دیا جاتا ہے۔

وزیر دفاع ایگور روڈیونوف کی روسی افواج سے فراغت اور بری افواج کے سربراہ ولادیمیر ثمیسنوف کی ان کے عہدے سے برطرفی کے ڈانڈے روسی افواج کی قیادت میں پائے جانے والے بحران سے ملائے جاتے ہیں۔ ایگور روڈیونوف کو سول وزیر دفاع کی حیثیت سے خدمات جاری رکھنے کی اجازت دی گئی ہے۔ البتہ جنرل ثمیسنوف کی فوج سے برطرفی کے اسباب کا ابھی تک علم نہیں ہو سکا ہے۔ برطرف جنرل کو سرکاری طور پر مطلع کیا گیا کہ انہیں ان کے عہدے کے منافی سرگرمیوں میں ملوث ہونے کے الزام میں برطرف کیا جا رہا ہے۔ اُنھوں نے پوری جرات کے ساتھ کسی بھی غلط کام کی انجام دہی میں ملوث ہونے کو مسترد کر دیا۔ جنرل ثمیسنوف نے کہا: "مجھے نہیں معلوم کہ مجھ پر کیا الزام لگایا گیا ہے"۔ ان کی برطرفی کے بارے میں ایک عجیب و غریب قیاس آرائی یہ کی جا رہی ہے کہ وہ چیچن حریت

پسندوں کو اسلحہ فروخت کرتے رہے ہیں۔

جنرل ثمیسنوف کی برطرفی کی ایک ممکنہ وجہ، جس کے بارے میں بہت کم لوگوں کو علم ہے، یہ ہے کہ وہ مسلمان ہیں۔ ان کا پورا نام ولادیمیر محمد ووچ ثمیسنوف ہے۔ ثمیسنوف ۱۹۴۰ء میں کراچائی چیرکیس ریاست کے قصبہ فروزک میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کراچائی جبکہ والدہ روسی نژاد تھیں۔ سوویت عہد میں مسلمانوں کے خلاف ظلم و زیادتیاں کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ مسلمانوں نے کمیونسٹ حکمرانوں کے ظلم و ستم سے بچنے کے لیے روسیوں جیسے طور طریقے اور نام اپنانا شروع کر دیے تھے۔ ثمیسنوف کے والدین نے بھی سٹالن کے جابر ہتھکنڈوں سے بچنے کے لیے ان کا روسی نام رکھا۔ والدہ کی نسبت ان کے روسی تشخص کو عام کرنے میں مددگار ہوئی۔ ۱۹۶۲ء میں انہوں نے باکو شہر میں واقع روسی بری فوج کے انسٹی ٹیوٹ میں داخلہ لیا۔ ترقی کی منازل طے کرتے ہوئے ۱۹۷۹ء میں روس کی اعلیٰ ترین وار اکیڈمی سے فارغ ہوئے۔ ۳۱ اگست ۱۹۹۱ء کو روس کی بری افواج کے کمانڈر مقرر ہوئے۔ اور ۲۹ نومبر ۱۹۹۶ء کو اپنی برطرفی تک اسی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے۔

محمد ووچ ثمیسنوف کی فوج کی سربراہی سے برطرفی کے حکم نامہ میں ان پر الزام لگایا گیا ہے کہ ان کے اقدامات سے روسی بری افواج کی نیک نامی اور ساکھ متاثر ہوئی ہے اور دنیا کی نظروں میں وہ اپنی قدر و منزلت کھو بیٹھی ہے۔ ماسکو سے شائع ہونے والے ایک اخبار نے برطرف جنرل کا انٹرویو شائع کیا۔ جس میں جنرل ثمیسنوف نے اپنی برطرفی کے حوالے سے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا: "میری برطرفی خود میرے لیے بھی ایک معمّہ ہے۔ وزیر دفاع روڈیونوف نے ۲۹ نومبر ۱۹۹۶ء کو مجھے اپنے دفتر بلایا اور میرے خلاف متعدّد الزامات کی چارج شیٹ پڑھ کر مجھے سنائی۔ ان میں ایک الزام میری بیوی مولینا محمد وفا کی کاروباری مصروفیات کے حوالہ سے بھی تھا۔ تاہم وزیر دفاع نے اس سلسلہ میں کوئی تفصیلات نہیں بتائیں"۔

جنرل ثمیسنوف نے چارج شیٹ میں لگائے گئے تمام الزامات کو مسترد کرتے ہوئے کہا: "میری بیوی کسی کاروباری ادارہ یا فرم کی مالک نہیں ہے۔ وہ ماسکو کی ایک فرم کے نمائندہ کے طور پر کام کرتی ہے۔ یہ فرم کمیشن پر استوف کے ہیلی کاپٹر فروخت کرتی ہے"۔ اُنہوں نے ان الزامات کی بھی تردید کی کہ ان کی بیوی چیچن حریت پسندوں کو ہیلی کاپٹر فروخت کرتی رہی ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ یہ الزام محض اس لیے لگایا گیا ہے کہ وہ (میری بیوی) مسلمان ہے۔ ایسا بھی نہیں ہے کہ وہ واحد جنرل ہیں جن کے افراد خانہ میں سے کوئی ملازمت کے جرم کا مرتکب ہو رہا تھا۔ فوج کے تقریباً تمام افسروں کے رشتہ دار اور اہل خانہ مختلف کاروباروں سے منسلک ہیں۔ مگر کسی کو اس جرم میں برطرف نہیں کیا گیا۔ آج بھی روسی افواج کے متعدّد جنرل اپنے عہدوں پر متمکن ہیں جن کی بدعنوانیوں کے چرچے زبان زدعام ہیں۔ ان کی ناجائز آمدنیوں سے حاصل کردہ جائیدادوں کو متعلقہ جنرلوں کی تصاویر کے ساتھ ٹیلی

ویژن پر بھی دکھایا گیا۔ یہ جنرل اتنی بڑی جائیدادیں اپنی تنخواہوں سے تو نہیں بنا سکتے تھے۔
چیچنیا میں روسی فوج کو ہونے والی بدترین شکست کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے جنرل ثمیسنوف نے کہا: "اصولاً تو یہ درست ہے کہ فوج کی شکست کا ذمہ دار سپہ سالار کو قرار دیا جائے۔ لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ جنگ شروع کرنے سے قبل تکنیکی اور پیشہ وارانہ حوالوں سے کمانڈر کی رائے اور مشورہ کو اولین اہمیت دی جائے۔ چیچنیا کی جنگ میں میری آراء اور مشوروں کو قطعاً درخور اعتناء نہیں سمجھا گیا۔ انہیں نظر انداز کر کے چیچنیا پر فوج کشی کا شوق پورا کیا گیا۔ چنانچہ اس کا نتیجہ یہی نکلنا تھا۔ میں شروع سے آخر تک اس جنگ کا مخالف رہا۔ میری پیش گوئی درست ثابت ہوئی۔ اب اگر ایسی جنگ میں شکست کا ذمہ دار مجھے گردانا جائے تو یہ کہاں تک درست ہے۔ اس کا فیصلہ آپ خود کیجیے"
ماسکو سے شائع ہونے والے ایک ہفت روزہ نے اپنے ایک تبصرہ میں جنرل ثمیسنوف کی برطرفی پر شدید تنقید کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہمارے خیال میں جنرل ثمیسنوف کی برطرفی کا اصل سبب ان کی قومی اور مذہبی شناخت ہے۔ جس کا علم حکومت اور اداروں کو بوجوہ پہلے نہ ہو سکا تھا۔
جہاں تک وزیر دفاع ایگور روڈینوف کی روسی افواج سے ریٹائرمنٹ کا سوال ہے تو اس کے لیے کسی خاص وضاحت کی ضرورت نہیں ہے۔ روسی حکمرانوں کی خواہش تھی کہ وزیر دفاع سویلین ہونا چاہیے جبکہ افواج کی سربراہی اور کمان جنرلوں کے ہاتھ میں رہنی چاہیے۔ چنانچہ صدر یلسن نے وزیر دفاع کو روسی افواج سے فارغ کر کے انہیں وزیر دفاع کے عہدے پر بدستور قائم رکھا۔

یلسن انتظامیہ: ۱۹۹۶ء کی کارکردگی کے آئینے میں

سوویت یونین کی جانشین ریاست روس اس وقت گوناگوں مسائل سے دوچار ہے۔ اس کی معیشت روبہ زوال ہے۔ افراطِ زر کی شرح آسمان سے باتیں کر رہی ہے۔ روسی معاشرہ کرپشن اور جرائم کی آماج گاہ بن چکا ہے۔ ان حالات میں روس کے عہدۂ صدارت پر فائز صدر یلسن اگرچہ طویل علالت کے باعث رخصت پر رہنے کے بعد کاروبارِ حکومت دوبارہ سنبھال چکے ہیں۔ مگر نحیف و نزار یلسن کی صحت کسی بھی وقت دوبارہ بگڑ سکتی ہے۔ ایسی صورت میں ان کی کریملن سے غیر حاضری ہمیشہ سے ان کے معاونین میں اقتدار کے لیے رسہ کشی کا موجب بنتی رہی ہے۔
روس کی ابتر معاشی صورتِ حال سے کمیونسٹ حلقے پوری طرح استفادہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ حالات یہی رہے تو کمیونزم کو روس میں ایک بار پھر پذیرائی مل سکتی